تذکرہ قراء

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر
مدیر ماہنامہ ''التجوید'' فیصل آباد

صحابی رسولؐ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

تقریباً پندرہ سولہ برس کا نوجوان چھریرا بدن' قد پستہ' صحرا میں بکریوں کا ریوڑ چرا رہا تھا۔ اتفاق سے اس دوران وہاں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا۔ ہادی برحق نے اس نوجوان سے پوچھا ''کہو بھئی یہ بکریاں دودھ دینے والی ہیں؟'' مطلب یہ تھا کہ اگر یہ دودھ دینے والی ہیں تو ہمیں ان کا دودھ پلاؤ۔ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ عربوں کے ہاں کسی ریوڑ والے سے دودھ طلب کرنا معمول کی بات تھی۔ اور عموماً ریوڑ کا مالک اس طرح راہ گیر کو دودھ دینے میں بار بھی محسوس نہ کرتا تھا۔

اس نوجوان نے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیا ''یہ بکریاں میری نہیں بلکہ میرے پاس امانت ہیں۔ عقبہ بن ابی معیط کی ہیں میں عقبہ کا ملازم ہوں''۔ مطلب یہ تھا کہ میں بکریوں کے مالک کی اجازت کے بغیر آپ کو دودھ نہیں دے سکتا۔ بات بڑی معقول تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوان کی امانت داری کو پسند فرمایا۔

پھر آپ نے پوچھا ''اچھا یہ بتاؤ' تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جو دودھ نہ دیتی ہو۔ جس کا تھن خشک ہو چکا ہو''۔ وہ نوجوان ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑ لایا اور کہا کہ ''یہ ایک بکری ایسی ہے جو دودھ نہیں دیتی اور نہ ہی اس بات کی امید ہے کہ یہ دودھ دے گی''۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ کی شان بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ دودھ کو ایک برتن میں دوھا گیا۔ آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔ اپنے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی پلایا۔ جب سیرانی ہو چکی تو آپ نے تھن کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''اب تو اسی طرح خشک ہو جا''۔ چنانچہ وہ تھن پھر پہلے کی طرح خشک ہو گیا۔ اس نوجوان نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تو بہت ہی حیران ہوا۔ اور ساتھ ہی آپ کی ذات سے متاثر بھی ہوا۔ اور دل میں کہنے لگا کہ ''یہ تو واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ مجھے ان کی ذات پر ایمان لے آنا چاہیے''۔

چنانچہ دل کی گواہی پر لبیک کہتے ہوئے وہ نوجوان آگے بڑھا اور بولا ''میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مجھے دامنِ اسلام میں جگہ دیجئے''۔ نوجوان کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا اور اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھا اور فرمایا ''یرحمک اللہ'' اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ اور میں نے آپ کے کہنے پر لا الہ الا اللہ پڑھا اور مسلمان

ہو گیا۔ (۱) اس واقعہ کو بیان کرنے والے نوجوان کا نام عبداللہ بن مسعودؓ ہے۔ جن کا شمار صحابہ کرام میں بہت بڑے قاری اور مفسر کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ جس کی سند خود رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے ملتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''قرآن مجید چار حضرات سے سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور سالم مولیٰ بن ابو حذیفہ'' (۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اسلام قبول کرنے والوں میں سابقون الاولون کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ کا قول ہے کہ ''میں اسلام قبول کرنے والوں میں چھٹا شخص تھا۔ اس وقت ہم چھ کے سوا روئے زمین پر کوئی ساتواں شخص مسلمان نہ تھا''۔ (۳) آپ کا نام نسب اس طرح ہے۔ عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن غافل بن حبیب بن شمخ بن قار بن مخزوم بن صابلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مرکہ بن الیاس بن حضر۔ (۴)

آپ جہیر الصوت تھے۔ بلند آواز سے تلاوت کرتے۔ آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کے حکم پر سب سے پہلے بیت اللہ میں تلاوت کلام اللہ کی۔ چنانچہ احمد بن سہیل البلخی جن کا انتقال ۵۰۷ھ میں ہوا، وہ فرماتے ہیں کہ ''ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیا ہم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس کا نفس اللہ کی رضا پر راضی اور مطمئن ہو۔ (اگر ہے) تو اسے چاہیے کہ وہ اس (قرآن کریم) کو بلند آواز سے پڑھے تاکہ قریش کے دلوں میں اتر جائے'' اس پر عبداللہ بن مسعودؓ بولے کہ ''میں ایسا کروں گا'' چنانچہ وہ خانہ کعبہ گئے اور وہاں پر اپنی بلند آواز سے سورہ رحمٰن کی تلاوت کی۔ پھر جب وہاں سے واپس ہوئے تو ان کا چہرہ خوب روشن تھا''۔ (۵) چہرہ کی روشنی سے مراد دلی اطمینان اور اس عظیم سعادت کے حصول کی وجہ سے طبعی خوشی او رحلاوت ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو حاصل ہوئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بہت سے فضائل و محاسن کا پتہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے چلتا ہے۔ ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں اپنی امت میں اس شخص سے راضی ہوں جس سے اللہ راضی ہے اور ابن مسعود۔ اور میں اپنی امت کے اس شخص سے ناراض ہوں جس سے اللہ ناراض ہے اور ابن مسعودؓ۔ (۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا شمار ان عالی قدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اجازت اور حکم سے اسلام کی خاطر دو مرتبہ ہجرت اختیار کی۔ پہلی ہجرت حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف۔ آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ ذوقبلتین بھی ہیں یعنی آپ نے دو قبلوں کی جانب منہ کر کے نماز ادا کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ آپ نے غزوہ بدر میں شامل ہو کر اسلام کا دفاع کیا۔ نیز اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کا سر تن سے جدا کر کے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ (۷) ...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بہت خوش لباس تھے۔ اچھے کپڑے زیب تن فرماتے۔ صفائی ستھرائی ان کی زندگی کا لازم جزو تھی۔ صحبتِ رسول ﷺ کا اثر تھا کہ خوشبو کثرت سے استعمال کرتے تھے۔ جب آپ کسی راستہ سے

گزرتے تو کافی دیر تک فضا معطر رہتی۔ گزرنے والے خوشبو ہی سے پہچان لیتے کہ یہاں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گزر کر گئے ہیں۔ (۸) ...... علامہ جزریؒ لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ ان میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ تجوید القرآن کے امام تھے۔ قرآن مجید کو عمدہ آواز میں ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے۔ آپ کے اسی وصف کی بناء پر رسول اکرم ﷺ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ قرآن مجید کو ایسے طریقے سے پڑھے جس طریقے سے نازل ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت کے مطابق تلاوت کرے۔ (۹) ...... آپ اسلام قبول کر لینے کے بعد زیادہ وقت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں گزارتے تھے۔ حتیٰ کہ ابو موسیٰؓ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے ہمراہ یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم جتنا عرصہ آپؐ کے پاس رہے، ہم لوگ عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی والدہ کو اہلِ بیت ہی خیال کرتے رہے کیونکہ ہم نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی والدہ اس کثرت سے رسول اللہ ﷺ کے گھر آتے جاتے ہیں۔ اس پر ہمیں یہ گمان گزرنے لگا کہ شاید یہ حضرات بھی آپ کے اہل بیت ہی میں سے ہیں۔ آپ کے الفاظ میں یدخل علیہ کل وقت ویمشی معہ' ان کا آنا جانا ہر وقت رہتا اور انہی کے ساتھ آپ چلتے پھرتے تھے۔ (۱۰)

اسلام قبول کر چکنے کے بعد آپ کو رسول اکرم ﷺ سے اتنی محبت ہوگئی کہ کبھی آپ سے جدا نہ ہوتے۔ آپ کی خدمت کر کے بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ کے لئے بستر بچھاتے، آپ کی نعلین مبارک اٹھاتے، آپ کے لئے مسواک اور پانی وغیرہ کا انتظام کرتے تھے۔ (۱۱) ...... آپ کا یہ وصف اتنا عام ہوا کہ آپ صحابہؓ کے درمیان بلند آواز اور مسواک کے نام سے مشہور و معروف ہوگئے۔ یعنی رسول اکرم ﷺ کے لئے مسواک لانا، اہتمام سے پیش کرنا پھر سنبھالنا، آپ کی شناخت بن چکا تھا۔ ...... رسول اکرم ﷺ کی معیت اور صحبت میں رہنے کا اثر تھا کہ آپ نے قرآن حکیم کا بہت حصہ براہ راست نبی اکرم ﷺ سے سیکھا تھا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے قرآن کریم کی ستر سے زائد سورتیں سیکھی تھیں۔ (۱۲)

تحصیل علم قرآن میں آپ کا طریق کار یہ تھا کہ آپ اتنا سبق لیتے جتنا اچھی طرح یاد کر لیں۔ نہ صرف یاد کر لیں بلکہ اتنے حصہ پر عمل پیرا بھی ہو سکیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ''میں نبی اکرم ﷺ سے دس دس آیات پڑھا کرتا تھا اور جب تک ان دس آیات کو اچھی طرح سمجھ کر ان پر عمل پیرا نہ ہو جاتا تھا آگے نہ بڑھتا۔ آپ کے اس عمل سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قرآن مجید کا محض پڑھنا، سیکھنا یا محض زبانی یاد کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کے پڑھے ہوئے حصے پر عمل پیرا ہونا بھی ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل اس بات کا غماز ہے۔ (۱۳)

کتاب اللہ کی تحصیل کا ذوق و شوق آپکو اسقدر تھا کہ آپ فرماتے ہیں ''قسم ہے اس ذات کی جسکے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں، اگر مجھے یہ خبر ہو جائے کہ مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھنے والا دنیا میں موجود ہے تو میں

تحصیل علم کیلئے اونٹ پر سوار ہو کر اس سے پاس پہنچ جاؤں۔ مراد یہ کہ تحصیلِ علوم قرآنی کیلئے سفر انتہائی محمود ہے۔ (۱۴)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابی ظبیان سے پوچھا کہ ''تم کون سی قرات میں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہو'' تو انہوں نے جواب دیا کہ ''قرأت اولیٰ یعنی ام عبد کی قرأت میں'' مراد یہ تھی کہ آپ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے مطابق تلاوت کرتے ہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا: اجل ھی الاخرۃ ٹھیک ہے۔ یہی آخرت میں لے جانے والی چیز ہے۔''(۱۵)

آپ کو قرآن سے محبت نہیں بلکہ عشق تھا۔ قرآن کی تحصیل کی خاطر ہی آپ بیشتر وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گزارتے تھے۔ حتیٰ کہ سال وصال کے وقت بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ نہ صرف ہمراہ تھے بلکہ جب رسول اکرم ﷺ نے جبریل امین کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا آپ اس وقت بھی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال ایک مرتبہ جبریل امین کو قرآن سنایا کرتے تھے۔ لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا اس سال آپ نے دو مرتبہ سنایا۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس لئے انہیں یہ معلوم ہے کہ قرآن کریم کا کون سا حکم منسوخ کیا گیا ہے۔ یا کون سی آیت تبدیل کر کے اس کی جگہ دوسری آیت نازل کی گئی ہے۔ (۱۶)...... چونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قرآن کریم کا علم چار حضرات سے حاصل کرو۔ ان میں ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہیں۔ اسلئے ایک مخلوق قرآنی علوم کی تحصیل کیلئے ان کی طرف رجوع کرتی تھی۔ آپ کے بہت سے شاگرد تھے۔...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بہت سے لوگوں نے تفسیرِ قرآن اور علم قرأت وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مسروق بن الاجدع تابعی ہیں۔ ان کا شمار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے قول کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا طریق تدریس یہ تھا کہ آپ اپنے شاگردوں کے سامنے ایک سورۃ کی خود ہی تلاوت کرتے اور پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے احادیث رسول ﷺ بیان کرتے تھے۔ آپ کا یہ عمل قرآن کی تشریح میں حجیتِ حدیث پر دلیل ہے۔ (۱۷)

آپ نے کوفہ میں درس و تدریس کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔ آپ سے کثیر تعداد لوگوں نے قرآن‘ حدیث‘ تفسیر اور علم تجوید و قرأت اخذ کئے۔ علامہ جزریؒ نے ایسے حضرات کا بطور خاص تذکرہ کیا ہے کہ جنہوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے صرف علم تجوید و قراءات حاصل کیا۔ ان میں اسود تمیم بن خدیم‘ حارث بن قیس‘ زر بن حبیش‘ عبید بن قیس‘ عبید بن نضلہ‘ علقمہ‘ عبید السلمانی‘ عمرو بن شرحبیل‘ ابو عبدالرحمٰن السلمیٰ‘ ابو عمر الشیبانی‘ زید بن وہب‘ مسروق بن الاجداع جیسے جلیل القدر قراء کے نام شامل ہیں۔ (۱۸)...... حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو امیر یا خلیفہ بناتا تو یقیناً میں یہ بات پسند کرتا کہ ابن ام عبد (عبداللہ ابن مسعودؓ) کو خلیفہ بناؤں''(۱۹)

شاید اسی وجہ سے خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطابؓ کی نظر انتخاب حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ پر ہی پڑی۔

چنانچہ آپ نے عمار بن یاسرؓ کے ہمراہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو کوفہ بھیجا۔ اور اہل کوفہ کے لئے فرمان جاری کیا کہ ''میں عمار بن یاسر کو تمہارا امیر بنا کر بھیج رہا ہوں اور عبداللہ بن مسعودؓ کی تقرری بحیثیت وزیر اور معلم کر رہا ہوں۔ اصحاب رسول ﷺ میں ان کا شمار شرفاء میں ہوتا ہے۔ یہ حضرات اہل بدر ہیں۔ لہٰذا ان کی باتوں کا اتباع کرو۔ یہ جو حکم دیں اس کو پورا کرنا اپنا فرض خیال کرو''۔ اس سرکاری فرمان کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی لکھا کہ میں اپنے اوپر عبداللہ بن مسعودؓ کو ترجیح دیتا ہوں۔ حضرت عمر کا یہ فرمان غایتِ انکسار اور تواضع کو ظاہر کرتا ہے۔ (۲۰)

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت تک آپ بدستور بطور معلم و وزیر کوفہ میں رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں آپ کو کوفہ کا پورا حاکم مقرر کر دیا۔ لیکن جب ملکی حالات خراب ہوئے اور حضرت عثمانؓ کی حکومت پریشانیوں کا شکار ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے آپ کو واپس مدینہ آنے کا حکم دیا۔ (۲۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کے حکم پر واپس مدینہ تشریف لے آئے اور ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ بوقت انتقال آپ کی عمر ساٹھ سال کے لگ بھگ تھی۔ (۲۲)

آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت عطا فرمائی۔ چنانچہ حضرت سعید بن زید کہتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غارِ حرا پر پہنچے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ دس آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن مالک' سعید بن زید اور عبداللہ ابن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین۔'' (۲۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی نمازِ جنازہ حضرت عثمانؓ نے پڑھائی۔ (۲۴)

حوالہ جات

۱۔ الاستعیاب' ۲/۳۱۶
۲۔ قرطبی الاستیعاب۔ ۲/۲۱۶
۳۔ اصحاب بدر والمجاہدی الاولون' صفحہ ۱۰۱
۴۔ غایۃ النہابدتی طبقات۔ صفحہ ۵۴۸
۵۔ بلخی۔ ۵/۹۷
۶۔ اصابہ' ۲/۳۶۹ + استعیاب' ۲/۳۱۶
۷۔ حافظ۔ التبین والتبیین' ۱/۲۷۲
۸۔ جزری' صفحہ ۴۵۸
۹۔ جزری' صفحہ ۴۵۹
۱۰۔ زرکلی۔ الاعلام ' ۴/۲۸۰
۱۱۔ الاصابہ۔ حرف الیقین
۱۲۔ جزری' صفحہ ۴۵۹ + ابن حجر' ۲/۳۶۹
۱۳۔ طبقات القراء' صفحہ ۴۵۸
۱۴۔ طبقات القراء صفحہ ۴۵۸
۱۵۔ استیعاب' ۲/۳۱۶
۱۶۔ الاستیعاب' ۲/۳۱۶
۱۷۔ تذکرۃ المفسری' صفحہ ۴۱
۱۸۔ غایۃ النہایۃ' صفحہ ۴۵۹
۱۹۔ اصابہ' ۲/۳۶۹ + استعیاب' ۲/۳۱۶
۲۰۔ استیعاب' ۲/۳۱۶
۲۱۔ استیعاب' ۲/۳۱۶
۲۲۔ استیعاب' ۲/۳۱۶
۲۳۔ استیعاب۔ ۲/۳۱۶
۲۴۔ ابن حجر' ۲/۳۱۶ + غایۃ النہایہ' صفحہ ۴۵۸